رہنمائے اہلِ سنت حافظِ ملت کی ذات

ساجد علی مصباحی، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

رہنمائے اہل سنت حافظ ملت کی ذات — تھی عزیز ملک وملت حافظ ملت کی ذات
پیشوا و مقتدائے اہل دیں عبدالعزیز — تھی نگہبان شریعت حافظ ملت کی ذات
رازدار عصر حاضر مخزن علم و یقیں — عامل قرآن وسنت حافظ ملت کی ذات

حافظ ملت، علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ولادتِ باسعادت ایک محتاط اندازہ کے مطابق ۱۳۱۲ھ/ ۱۸۹۴ء، بروز دوشنبہ، قصبہ بھوجپور، ضلع مرادآباد میں ایک غریب، مگر دین دار گھرانے میں ہوئی، آپ کے والد ماجد حضرت حافظ الحاج محمد غلام نور علیہ الرحمہ کی بڑی تمنا تھی کہ میرا بیٹا عالم دین بنے، اس کے لیے وہ بھوجپور تشریف لانے والے علما اور بزرگوں سے دعائیں بھی کراتے رہتے تھے، اللہ جل شانہٗ نے ان کی تمنا پوری فرمائی اور ان کے یہ فیروز بخت فرزند آفتاب علم وعمل اور ماہتابِ فضل وکمال بن کر اس خاکدان گیتی پر جلوہ نما ہوئے اور اکناف عالم میں خلوص وللّٰہیت، اخلاق وکردار اور علوم ومعارف کی ضیاء پاشی کرتے ہوئے یکم جمادی الآخرہ ۱۳۹۶ھ/ ۱۳ مئی ۱۹۷۶ء کو دنیا والوں کی نگاہوں سے روپوش ہوگئے۔

آج پوری دنیا انھیں "عارف باللہ، ابوالفیض، جلالۃ العلم، حافظِ ملت، علاہ شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی ثم مبارک پور، بانی "الجامعۃ الاشرفیہ" مبارک پور کے نام سے جانتی، پہچانتی ہے۔ اورزبان حال سے کہتی ہے ؂

وہ دیکھو نیکیاں پھیلی ہوئی ہیں بے شمار ان کی — نہیں ہیں حافظ ملت، مگر ہے یادگار ان کی

تعلیم وتربیت:

ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی اور ان ہی کی درس گاہ میں قرآن کریم حفظ بھی کیا، اردو درجہ چہارم تک اسکول میں پڑھا، فارسی کی تعلیم مولوی عبدالمجید بھوجپوری، مولوی حکیم مبارک اللہ اور حافظ حکیم نور بخش صاحبان سے پائی۔

بھوجپور کے رئیس اعظم شیخ حمیدالدین صاحب نے حافظ ملت کی قائدانہ صلاحیت اور ان کے تقویٰ وطہارت کو دیکھتے ہوئے انھیں اپنی مسجد کا امام اور مدرسہ "حفظ القرآن" کا مدرس مقرر کر دیا۔

آپ پانچ سال تک بحسن وخوبی امامت وتدریس کے فرائض انجام دیتے رہے، لیکن طلب علم کی کشش نے آپ کو بے چین کیا تو مراد آباد تشریف لے گئے اور وہاں حکیم محمد شریف مرادآبادی سے میزان ومنشعب اور نحومیر وصرف میر پڑھی، پھر ۱۳۳۹ھ میں جامعہ نعیمیہ، مرادآباد میں داخلہ لیا اور تین سال تک وہاں کے اساتذۂ کرام سے اکتساب علم وفیض کیا۔

۱۳۴۲ھ میں دارالعلوم معینیہ عثمانیہ دارالخیر، اجمیر شریف، صدرالشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ [متوفی ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء] مصنفِ "بہارِ شریعت" کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ علم دین حاصل کرتے رہے۔ لیکن جب ۱۳۵۱ھ/ ۱۹۳۲ء میں حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمہ اجمیر شریف سے بریلی شریف آگئے تو حافظِ ملت علیہ الرحمہ بھی اپنے مشفق استاذ کے ساتھ بریلی چلے آئے اور دارالعلوم منظر اسلام، بریلی شریف میں ۱۳۵۱ھ/ ۱۹۳۲ء دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔ [حیات حافظ ملت ملخصا]

بیعت وخلافت:

حافظ ملت علیہ الرحمہ دارالعلوم معینیہ عثمانیہ میں زیرِ تعلیم تھے کہ سلطان المشائخ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی علیہ الرحمہ [متوفی ۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ء] اجمیر شریف تشریف لے گئے، ان کے پاس سلسلۂ معمریہ تھا جس میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک صرف چار واسطے

ہیں، آپ نے موقع غنیمت جانا اور اس سلسلے میں داخل ہو گئے، پھر سلسلۂ اشرفیہ چشتیہ میں طالب ہوئے۔

پھر جب حافظ ملت علیہ الرحمہ دار العلوم اشرفیہ، مبارک پور تشریف لائے تو حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے آپ کو خلافت بھی دے دی۔ آپ کو صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی حکیم محمد امجد علی اعظمی مصنفِ "بہارِ شریعت" علیہ الرحمہ سے بھی خلافت و اجازت حاصل تھی، اس طرح آپ اشرفیت و رضویت کا حسین سنگم بن گئے تھے۔ [مصدر سابق]

مبارک پور میں حافظ ملت کی آمد:

ذوالقعدہ ۱۳۵۲ھ/ ۱۹۳۴ء میں حافظ ملت علیہ الرحمہ مبارک پور تشریف لائے اور آپ کے وعظ و خطاب سے مبارک پور کی دینی و علمی فضا میں انقلاب آ گیا، مدرسہ مصباح العلوم کی تعلیمی و تعمیری سرگرمیاں تیز سے تیز تر ہوتی گئیں، چند ماہ بعد آپ کی کاوشوں سے مدرسہ کی جدید عمارت کی بنیاد رکھی گئی اور اس کا تاریخی نام "باغ فردوس" قرار پایا، تشنگان علم ہر چہار جانب سے کشاں کشاں مبارک پور کا رخ کرنے لگے اور اس طرح ادارہ کا علمی سفر روز افزوں رہا، یہاں تک کہ ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء میں تعلیمی سلسلہ درجۂ فضیلت تک پہنچ گیا اور آپ نے بخاری شریف کے درس کا آغاز کر دیا۔ [مصدر سابق]

حافظ ملت کے کردار و عمل کا جادو:

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے کردار و عمل کا بیان کرتے ہوئے حضرت علامہ بدر القادری مصباحی اس طرح رقم طراز ہیں:

"حضور حافظ ملت نے مبارک پور آ کر اپنی علمی و عملی زندگی کی کتاب کا آغاز کیا تو لوگوں نے ملاحظہ کیا کہ وہ فضل و کمال اور طہارتِ فکر و کردار کی عظیم بلندیوں پر فائز ہیں، وہ زہد و ورع میں منفرد ہیں، ایثار و اخلاق کا پیکر ہیں، خوش خلقی و غم گساری ان کی ضمیر میں شامل ہے، وہ محض ایک معلم اور مدرس کی حیثیت سے نہیں، بلکہ اہل مبارک پور کی نگاہوں میں سچے نائب رسول کی طرح رچ بس گئے۔ حافظ ملت نے رونے والوں کے آنسو پوچھے، پریشان حالوں کی غم گساری کی، بیماروں کی عیادت کی، مصیبت زدوں کو تسلی دی، دولت مندوں اور غربا کے ساتھ یکساں برتاؤ رکھا، بلکہ مسکینوں پر زیادہ توجہ فرمائی۔ پھر کیوں نہ ہو کہ مبارک پور کا بچہ بچہ حافظ ملت کے نام کا دیوانہ بن جائے"۔ [مصدر سابق ملخصا]

تعلیم و تدریس اور شخصیت سازی:

حافظ ملت علیہ الرحمہ ہمہ جہت اوصاف و کمالات کے حامل تھے، جس طرح وہ جہانِ تعلیم و تدریس کے بے تاج بادشاہ تھے اسی طرح مردم شناسی اور شخصیت سازی میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔ رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ [ولادت: ۱۹۲۴ء۔ وفات: ۲۰۰۲ء] ان کی تعلیم و تربیت اور شخصیت سازی کے تعلق سے فرماتے ہیں:

"استاد شاگرد کا تعلق عام طور پر حلقۂ درس تک محدود ہوتا ہے، لیکن اپنے تلامذہ کے ساتھ حافظِ ملت کے تعلقات کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ پوری درس گاہ اس کے ایک گوشہ میں سما جائے۔ یہ ان ہی کے قلب و نظر کی ناپیدا کنار وسعت اور ان ہی کے جگر کا بے پایاں حوصلہ تھا کہ اپنے حلقۂ درس میں داخل ہونے والے طالب علم کی بے شمار ذمہ داریاں وہ اپنے سر لے لیتے تھے۔ طالب علم درس گاہ میں بیٹھے تو کتاب پڑھائیں، باہر رہے تو اخلاق و کردار کی نگرانی کریں، مجلس خاص میں شریک ہو تو ایک عالم دین کے محاسن و اوصاف سے روشناس فرمائیں، بیمار پڑے تو نقوش و تعویذات سے اس کا علاج کریں، تنگ دستی کا شکار ہو جائے تو مالی کفالت فرمائیں، پڑھ کر فارغ ہو تو ملازمت دلوائیں اور ملازمت کے دوران کوئی مشکل پیش آئے تو اس کی بھی عقدہ کشائی فرمائیں، طالب علم کی نجی زندگی، شادی بیاہ، دکھ سکھ سے لے کر خاندان تک کے مسائل میں دخیل و کارفرما، طالب علم زیرِ درس رہے یا فارغ ہو کر چلا جائے، ایک باپ کی طرح ہر حال میں سرپرست اور کفیل، یہی ہے وہ جوہر منفرد جس نے حافظ ملت کو اپنے اقران و معاصرین کے درمیان ایک معمار زندگی کی حیثیت سے ممتاز اور نمایاں کر دیا"۔ [حیاتِ حافظ ملت، ص ۱۲۸، بحوالہ حافظ ملت نمبر]

عادات و اخلاق کے آئینے میں:

حافظِ ملت علیہ الرحمہ ازہر ہند جامعہ اشرفیہ، مبارک پور جیسی عظیم الشان دینی درس گاہ کے سربراہ اعلیٰ ہونے کے ساتھ ساتھ انسانی فلاح و بہبود کے لیے بے پناہ کوشش کرنے والے سماجی کارکن بھی تھے، وہ اسلامی اخلاق و آداب کے معلم ہونے کے ساتھ خود اس پر عامل بھی

تھے۔ جو شخص ایک بار ان سے مل لیتا وہ ان کی صحبت کا اثر قبول کیے بغیر نہ رہتا۔ کسی نباض وقت شاعر نے بڑی پتے کی بات کہی ہے ؎

خاک آپ کو سمجھنا اکسیر ہے تو یہ ہے — اخلاق سب سے کرنا تسخیر ہے تو یہ ہے

آپ کے اوصاف وکمالات اور اخلاقِ گراں مایہ کا تذکرہ کرتے ہوئے صدر العلماء حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دام ظلہ، ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ فرماتے ہیں:

”حافظ ملت ہمدردی وغم گساری، تواضع وانکساری، بلند ہمتی وعالی ظرفی، چشم پوشی ورواداری، صاف دلی وقدر افزائی، سخاوت وفیاضی، شجاعت وپامردی وغیرہ ہر وصف میں اس درجۂ کمال پر تھے کہ اس کمال کا ایک وصف بھی کسی میں اتر آئے تو اسے امتیاز واختصاص کے آسمان پر پہنچانے کے لیے کافی ہو“۔ [حیاتِ حافظ ملت، ص ۱۷۳، بحوالۂ انوار حافظ ملت]

مسلمانوں کی صلاح وفلاح کا راز:

حافظِ ملت علیہ الرحمہ مسلمانوں کی زبوں حالی اور پس ماندگی سے بہت بے چین اور مضطرب رہتے تھے، ان کی کوشش ہوتی تھی کہ کسی طرح مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ واپس آجائے اور خیر القرون کی طرح تائیدِ الٰہی ان کے شاملِ حال اور نصرتِ آسمانی ان کی پشت پناہ ہو جائے، اس کے لیے وہ اسلامی تاریخ کے روشن ابواب کی جھلکیاں لوگوں کے سامنے پیش کرتے اور واقعات وحقائق کے اجالے میں مسلمانوں کی صلاح وفلاح کا راز بڑے دل نشیں انداز میں بیان فرماتے تھے، اور اپنی تقریر وتحریر میں انھیں مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرماتے:

”مسلمانو! جاگو! اور خوابِ غفلت سے بیدار ہو جاؤ، تمھاری صلاح وفلاح کا راز اسی میں مضمر ہے کہ تم سچے اور پکے مسلمان ہو جاؤ، تمھاری کامیابی اسی پر موقوف ہے کہ تمھاری زندگی، اسلامی زندگی اور موت، اسلامی موت ہو۔ تمھاری صورت، اسلامی صورت ہو اور تمھاری سیرت، اسلامی سیرت۔ تمھارا ظاہر بھی اسلامی ہو اور تمھارا باطن بھی اسلامی۔ تمھارے عقائد، اسلامی عقائد ہوں اور اعمال، اسلامی اعمال۔ تمھارے جذبات، اسلامی جذبات ہوں اور تمھارے خیالات، اسلامی خیالات۔ تمھارا سینہ اسلامی، ایمانی انوار سے منور ہو اور تمھارا جسم اعمال صالحہ سے مزین۔ مصیبت پر صبر اور نعمت پر شکر تمھاری عادت ہو۔ اللہ عز وجل پر توکل واعتماد تمھاری سرشت ہو۔ قرآنی تعلیمات پر عمل تمھاری طبیعتِ ثانیہ بن جائے۔

یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ! قرآن مجید ایک نظام محکم ہے۔ تمام طبقاتِ انسانی کے لیے کامل ہدایت ہے۔ بادشاہ ووزیر، غنی وفقیر سب کے لیے مکمل قانون ہے۔ عیش وعشرت کے لمحات ہوں یا کلفت ومصیبت کی گھڑیاں، خوف وہراس کا وقت ہو یا اضطراب وبے چینی کا زمانہ، قرآن مجید ہر منزل میں مشعل راہ ہے۔ یہ مسلمانوں کی بدنصیبی ہے کہ اس دولت لازوال سے محروم ہیں اور اس کی آغوشِ کرم چھوڑ کر پتھروں سے ٹکراتے اور دَر دَر مارے پھرتے ہیں۔

مسلمانو! آؤ آؤ اور عقیدت ومحبت کے ساتھ آؤ، بارگاہِ قرآنی میں حاضری دو، قرآن مجید ہی تمھارے درد کی دوا اور تمھارے دکھ کا علاج ہے“۔ [ارشاد القرآن، ص ۸، ۹، المجمع الاسلامی، مبارک پور] سچ کہا ہے کسی شاعر نے ؎

پہنچیں گے لوگ اوجِ ترقی پہ کس طرح — فطرت میں راست بازی وایمان ہی نہیں

سب کہتے ہیں کہ آہ! مسلمان ہیں تباہ — ہم کہتے ہیں کہ آہ! مسلمان ہی نہیں

مرد ہو تو کسی کے کام آؤ:

اس مردِ حق آگاہ نے ہمیشہ انسانوں کو انسانیت کی تعلیم دی، ان کی غیرتِ انسانی کو للکارا اور اسلام کے زریں اصول وقوانین کو ان کے قلوب واذہان میں اتارنے کی سعی بلیغ فرمائی۔ ایک موقع پر مسلمانوں کو باہمی اتحاد واتفاق اور آپسی ہم دَردی وغم خواری کی تعلیم دیتے ہوئے اپنے حکیمانہ اسلوب میں فرمایا:

”مرد ہو تو کسی کے کام آؤ —— ورنہ کھاؤ، پیو، چلے جاؤ —— انسان کو اُنس لازم ہے، وہ کیا انسان ہے جس کے دل میں دوسروں کی ہم دردی نہ ہو، صرف اپنی ضرورتیں پوری کر لینا انسانیت نہیں، انسان وہی ہے جس کے دل میں دوسروں کی ہم دَردی اور غم خواری ہو، اسی لیے اسلام کا زریں اصول مسلمانوں کا باہمی اتحاد واتفاق ہے، آپس میں ایک دوسرے کی غم خواری وہم دردی ہے، امیر کو غریب کی، مال دار کو نادار کی ہم دردی و اعانت نہایت ہی مستحکم اور بڑا ہی زریں اصول ہے، جب کبھی غربا ومساکین کو حاجت پیش آئے تو فوراً مسلمان ان کو سہارا دیں اور اپنی طاقت بھر

ان کو قوت پہنچا کر ان کی ضرورت کو پورا کریں، ایسا نہیں کہ بڑے بڑے رؤسا، امرا اور بڑے بڑے دولت مندوں ہی کو یہ حکم ہے، بلکہ ہر مسلمان کے لیے دوسروں کی غم خواری اور اپنے مقدور بھر ہم دَردی لازم ہے"۔

[معارف حدیث، ص ۱۲۰، حافظ ملت ایجوکیشن مشن، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور]

گویا وہ ان نفوس قدسیہ میں تھے جو خدمت خلق ہی کو طریقت کا نام دیتے ہیں اور زبان حال سے کہتے ہیں:

طریقت بہ جز خدمت خلق نیست　　　به تسبیح وسجادہ و دلق نیست

خوفِ الٰہی اور صبر و توکل:

مسلمانوں کو خوفِ الٰہی اور صبر و توکل کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"مسلمانو! خوفِ الٰہی، توکل، صبر، یہ تمھارے اسلامی جوہر تھے، انھیں خصوصیاتِ اسلامی کی بدولت تم ہر میدان میں کامیاب تھے، تم اپنے رب سے ڈرتے تھے، تمھارا رب تم کو تمام دنیا سے بے خوف کرتا تھا، تم اپنے رب پر توکل کرتے تھے، تمھارا رب تم کو ساری مخلوق سے بے نیاز کرتا تھا، تم اپنے رب کے حکم پر صبر کرتے تھے، تمھارا رب تمھاری مدد فرماتا تھا، نصرتِ الٰہی تمھارے بازو تھامتی تھی، تائیدِ غیبی تمھاری پشت پناہی کرتی تھی، غیرتِ الٰہی کو تمھاری ناکامی گوارہ نہ تھی، اسی لیے تمھاری تعداد کم سے کم اور تھوڑی سے تھوڑی بھی کامیاب ہوتی تھی"۔

[ارشاد القرآن، ص ۲۱، ۲۲، المجمع الاسلامی، مبارک پور]

سچ کہا گیا ہے ؎

قدرتیں پھر ساتھ ہوں، پھر فطرتیں آزاد ہوں　　　بات بس اتنی سی ہے مسلم تو بن جائے کوئی

قبر کی تنہائیوں میں مونس و غم خوار:

حضور حافظِ ملت مسلمانوں کو اعمال صالحہ کی ترغیب دیتے ہیں تو پہلے حالات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "انسان جب مر جاتا ہے تو اس کے ساتھ جانے والوں میں اس کے اہل و عیال، عزیز و اقارب اور اس کا مال و عمل ہوتا ہے۔ خویش و اقارب، مال و غلام قبر تک جاتے ہیں اور دفن کے بعد واپس آجاتے ہیں، قبر میں اس کے ساتھ اس کا عمل جاتا ہے اور وہی کام آتا ہے۔ اس تیرہ و تاریک کوٹھری میں نہ کوئی مونس ہے نہ غم خوار، نہ عزیز ہے نہ رشتہ دار، سبھی ساتھ چھوڑ کر، منہ موڑ کر چلے گئے، اپنے ہاتھوں سے دفن کر گئے، اکیلا چھوڑ گئے۔ اب قبر ہے اور یہ صاحبِ قبر ؎

تنہائی میں آہ کون ہووے گا انیس　　　ہم ہوں گے اور قبر کا کونا ہوگا

کوئی پُرسان حال نہیں، بڑے بڑے گہرے دوست تھے، جاں نثاری و فداکاری کا دم بھرتے تھے، سب رخصت ہو گئے، قریبی رشتہ دار تھے، جن کی دل جوئی کے لیے بڑی بڑی تکلیفیں جھیلیں، سختیاں اٹھائیں اور مصیبتیں برداشت کیں، وہ سب علاحدہ ہو گئے اور اکیلا چھوڑ کر چلے گئے، ایسی کس مپرسی کے عالم میں ساتھ رہنے والا اور ساتھ دینے والا صرف اس کا نیک عمل ہے، وہ اس کے ساتھ ہے، وہی اس کے کام آنے والا ہے ؎

پہنچا کے لحد تک پھر آئے سب لوگ　　　ہمراہ اگر گئے تو اعمال گئے

اس کے بعد اسے تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"اے غافل انسان! تجھے اپنا کردار درست کرنا چاہیے، نیک عمل ہی تیرے ساتھ جائے گا، تیرا ساتھ دے گا، تیرے کام آئے گا، تو اپنے عزیزوں، قریبی رشتہ داروں، دوستوں کی خوش نودی، رضا جوئی میں منہمک ہے، مال و دولت کی تحصیل میں سرگرداں ہے، ان کو اپنا مونس و غم خوار اور خیر خواہ سمجھتا ہے، یہ تیری نادانی ہے، غفلت ہے، تیرا خیر خواہ اور مونس و غم خوار تیرا نیک عمل ہے۔ یہ وہاں کام آئے گا جہاں تیرا کوئی نہ ہوگا، تو قبر میں اکیلا ہوگا، بڑے بڑے گہرے دوست اور مخلص خیر خواہ، قریبی رشتہ دار سب علاحدہ ہو جائیں گے اور سب اپنے اپنے ہاتھوں سے تجھے ہزاروں مَن مٹی کے اندر دفن کر کے چلے آئیں گے، تیری اس تاریک قبر میں اگر روشنی ہے تو تیرا نیک عمل ہے؛ لہذا تو اپنے مخلص دوستوں کو پہچان اور ان کی قدر کر، زندگی غنیمت جان، تمام بدکرداریوں سے توبہ کر اور اعمال صالحہ کی طرف متوجہ ہو، توشۂ آخرت جمع کر، یہی تیرے کام آئے گا۔

[معارفِ حدیث، ص ۱۱۹، حافظ ملت ایجوکیشنل مشن، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور]

ملفوظاتِ حافظِ ملت:

- مسلمان وہی ہے جو اللہ و رسول کا فرماں بردار ہے۔
- حقیقت میں نماز تو جماعت ہی کی نماز ہے، ورنہ صرف فرض کی ادا یگی۔
- عبادت کے ساتھ محرمات سے بچنے کا بھی اہتمام کرنا چاہیے کہ اس کے بغیر عبادت کے ثمرات حاصل نہیں ہوتے۔
- جب سے لوگوں نے خدا سے ڈرنا چھوڑ دیا ہے، ساری دنیا سے ڈرنے لگے ہیں۔
- جسم کی قوت کے لیے ورزش اور روح کی قوت کے لیے تہجد ضروری ہے۔
- تقریر سب سے آسان کام ہے، اس سے مشکل تدریس اور سب سے مشکل تصنیف۔
- عقل مند وہ ہے جو دوسروں کے تجربے سے فائدہ اٹھائے، خود تجربہ کرنا عمر ضائع کرنا ہے۔
- آدمی کو ایسا استاذ اپنانا چاہیے جو علم و عمل دونوں کا پیکر ہو۔
- طالب علمی کا زمانہ نہایت پابندی کا زمانہ ہے، اس وقت جس چیز کی عادت پڑ جاتی ہے تو ہمیشہ باقی رہتی ہے۔
- تضییع اوقات سب سے بڑی محرومی ہے۔
- دوسروں کی خوبیاں دیکھنی چاہیے اور اپنی خامیاں۔

ساجد علی مصباحی، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

۲۴ر جمادیٰ الاولیٰ ۱۴۳۶ھ/ ۱۶ر مارچ ۲۰۱۵ء، بروز دوشنبہ۔ براے روز نامہ انقلاب، بموقع عرس عزیزی

یہ مضمون یکم جمادیٰ الآخرہ ۱۴۳۶ھ/ ۲۲ر مارچ ۲۰۱۵ء، بروز یک شنبہ بموقعِ عرس عزیزی روز نامہ انقلاب میں شائع ہو چکا ہے۔